بلیٹن مئی ۲۰۰۵ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے)

15 Stanley Avenue, Wembley , UK , HA0 4JQ

امام اور ناظم 020 8903 2689 صدر 020 8524 8212

سیکریٹری 01753 692654 دارالکتب 01753 675182

email: AAII@saziz.globalnet.com Fax: 0870 131 9340

مئی میٹنگ

جائے وقوع:۔ دارالسلام

تاریخ:۔ ۱ مئی ۲۰۰۵ء

وقت:۔ ۳ بجے سہ پہر

مقرر:۔ عید میلادالنبی

حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا کا خطاب

باقاعدہ سرگرمیاں

درسِ قرآن / حدیث: جمعہ شام ۳۰:۲ بجے

میٹنگ منتظمہ: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۲ بجے

ماہوار اجلاس: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۳ بجے

فہرست مضامین

اخبارِ احمدیہ صفحہ ۱
حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید صفحہ ۲
حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحبؒ صفحہ ۲

اخبارِ احمدیہ

حضرت امیر ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا صاحب جماعتہائے امریکہ کے دورے کے بعد ۲۰ اپریل کو لندن پہنچ گئے تھے۔ امریکہ میں حضرت امیر نے بلالی مسلمانوں سے بھی نئے سرے سے روابط قائم کئے اور اُن کی مساجد میں نمازوں کی امامت بھی کی۔

انگلستان میں بھی حضرت امیر بہت مصروف ہیں۔ اس لئے ممبران اور دیگر احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وقت مقرر کئے بغیر ملنے کی کوشش میں مایوسی ہوسکتی ہے۔ حضرت امیر کی خواہش ہے کہ وہ ذاتی طور پر زیادہ سے زیادہ لوگوں سے مُلاقات کریں

انگلستان میں پروگرام

۲۰ اپریل	انگلستان آمد
۲۲ اپریل	جُمعہ
۲۳ اپریل	جلسہ ووکنگ
۲۹ اپریل	جمعہ
۳۰ اپریل	جلسہ سلاؤ
۱ مئی	جلسہ ویمبلے بیعت عام اٹیلین میں سلسلہ کے تراجم کا اجرا
۵ مئی	واپسی پاکستان

ممبران سے درخواست ہے کہ حضرت امیر کے قیمتی وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں اور اُن کے ایمان بھرے خطبات سے اپنی روح تازہ کریں۔ دُنیاوی کاموں اور روکاوٹوں کو اِس نیک کام میں حائل نہ ہونے دیں اسلئے کہ حضرت امیر بار بار تو انگلستان تشریف نہیں لا سکتے۔

اٹیلین میں تراجم

خدا تعالیٰ نے جماعت انگلستان کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ سلسلہ کی تحریرات کے اٹیلین ترجمہ کا کام شروع کردے۔ الحمدللہ۔ سب سے اول حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کی کتاب Islam The Religion of Humanity کا اٹیلین ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ ہمارے محترم بھائی GuidoTravaglion نے کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے پر اُنہوں نے اپنا نام عبدالجلیل رکھا اور اس وقت وہ اٹلی میں روم کے نزدیک ایک مسجد کے امام ہیں۔ دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے اس بھائی کو وقت، علم اور طاقت دے کہ وہ یہ نیک کام جاری رکھ سکیں۔

اُن کے ترجمے کو ایک پروفیشنل ترجمان نے چیک کیا اور اس کے بعد ڈاکٹر زاہد عزیز اور سلیم احمد صاحب نے اس کو پرنٹنگ کی شکل دی۔ سلیم احمد صاحب نے قرآن کی آیات کے اٹیلین ترجمہ پر خصوصی توجہ دی اور اس کو بہتر بنانے کے لئے کئی مفید مشورے دیئے جو کہ ترجمان نے قبول کر کے مسودہ میں شامل کر دیئے۔

ترجمہ اور اُس کی چھپائی کے اخراجات کے لئے اپیل پر ممبران نے لبیک کہا لیکن ڈاکٹر مجاہد سعید سب پر بازی لے گئے اور سب سے پہلے کہا کہ چھپائی سمیت تمام اخراجات وہ برداشت کریں گے۔ خدا تعالیٰ اُن کو اِس قربانی کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

ہمارے امیر
حضرت ڈاکٹر عبدالکریم سعید پاشا

(نوٹ: ممبران سے تعارف کے لئے ہم جنوری ۲۰۰۳ء کے اردو بلیٹن سے حضرت امیر کے متعلق جو مضمون شائع ہوا تھا وہ دوبارہ پیش کر رہے ہیں)

حضرت ڈاکٹر عبدالکریم سعید ۲۸ فروری ۱۹۴۵ء کو ڈاڈر، ڈسٹرکٹ مانسہرہ، کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اُن کے والد، مرحوم حضرت ڈاکٹر سعید احمدؒ، نے اُن کا نام عبدالکریم رکھا

ڈاکٹر عبدالکریم سعیدؒ ایبٹ آباد میں برن ہال سکول ،لاہور کے مشہور ایف سی کالج اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے طالبعلم تھے؛ جہاں سے آپ نے ۱۹۶۸ء میں گریجویٹ کیا۔

بچپن سے ہی حضرت ڈاکٹر عبدالکریم سعیدؒ کا رجحان مذہب کی طرف تھا۔ اُنہوں نے اُن قریباً روزانہ دیئے جانے والے اپنے والد کے قرآن اور حدیث کے درسوں کے علاوہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب، مجدد صد چار دہم، کی کُتب کے اقتباسات سے بہت فائدہ اُٹھایا۔ اُن پر حضرت مولانا عبدالحق وِدیارتھی، حضرت نصیر احمد فاروقی اور حضرت مولانا شیر محمد، فاتح ساؤتھ افریقہ کے لیکچروں کا بھی اثر ہے۔ مشنری سکول کے طالبعلم ہوتے ہوئے بھی وہ کبھی اپنے استادوں سے وفات مسیح، دعاوی حضرت مسیح موعود پر بحث کرنے سے نہ گھبرائے۔ وہ ساری عمر اپنی اس مضبوط بُنیاد پر علم کی عمارت تعمیر کرتے چلے گئے اور اب اُن کا شمار جماعت کے عالم وفاضل احباب میں ہوتا ہے۔

آپ نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز میو ہسپتال لاہور سے کیا۔ اس کے بعد وہ نیوزی لینڈ چلے گئے اور وہاں سے انگلستان، جہاں ۱۹۷۹ء میں وہ رائل کالج آف فزیشنز کے ممبر بنے۔ اپریل ۱۹۸۱ء میں حضرت امیرؒ واپس پاکستان تشریف لے گئے اور ایوب میڈیکل کالج ایبٹ آباد میں لیکچرر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۷ء میں اُنہیں ترقی دے کر پروفیسر آف میڈیسن اور پھر ۱۹۹۱ء میں ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ آف میڈیسن بنا دیا گیا۔ ۲۰۰۱ء میں حضرت امیرؒ کو کالج کے پرنسپل کے عہدے پر ترقی دے دی گئی لیکن حکومت نے تنگ نظر مذہبی حلقوں کے دباؤ کے تحت حضرت امیر کا تقرر اس لئے منسوخ کر دیا کہ اُن کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے تھا۔ حضرت امیر ۱۹۹۴ء میں رائل کالج آف فزیشنز کے فیلو بنے اور

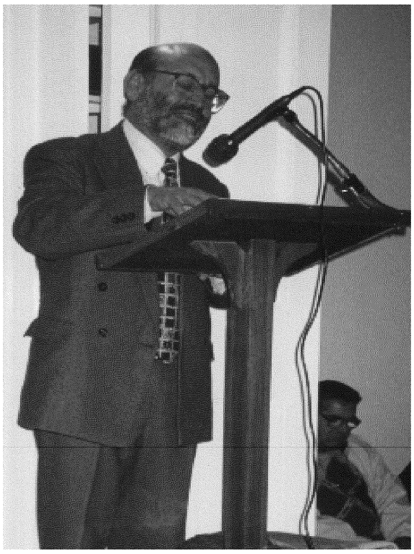

۲۰۰۱ء میں کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز پاکستان کے فیلو مُنتخب ہوئے۔ وہ بیشمار پیشہ وارانہ کمیٹیوں کے ممبر اور چیرمین ہیں اور باقاعدگی سے قومی اور بین الاقوامی پیشہ وارانہ جراید میں لکھتے رہے ہیں اور اُنہوں نے کانفرنسوں میں حصہ لینے کے لئے دور دراز کے سفر بھی کیئے ہیں۔

وہ جماعت کے ایک مضبوط رُکن ہیں اور ہر مصیبت میں جماعت کے ساتھ سختی سے مُنسلک رہے ہیں۔ اُن کا عشق قرآن ایک مثال ہے۔

حضرت امیرؒ کو ۱۹۹۲ء میں مجلس معتمدین کا رُکن چُنا گیا اور وہ اب تک اس حیثیت میں جماعت کی خدمت کرتے رہے۔

اُن کے اخلاص اور تقویٰ کی وجہ سے حضرت ڈاکٹر صاحب کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ اُنہوں نے جماعت کے معاملات میں ہمیشہ ایک مثبت کردار ادا کیا ہے۔ بیس سال سے وہ ہر سال باقاعدگی سے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہیں۔ اُنہیں منظوم کلام کا اشتیاق ہے اور اس کے ذریعے اُنہوں نے جماعت کے لئے اور جس مُشکل دور سے جماعت گزری ہے اُسکے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مشنز انٹرنیشنل کے ٹرسٹی بھی رہے لیکن جب اُن کے لئے لندن میں ٹرسٹ کی میٹنگوں میں حصہ لینا ممکن نہ رہا تو آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ آپ نے ۱۹۸۵ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (فجی) کی منعقد کردہ 'ورلڈ مسلم کنونشن' میں مرکزی انجمن کی نمائندگی بھی کی۔ اور فجی کے دارالخلافہ صوا میں حضرت امیر مرحوم، ڈاکٹر سعید احمد صاحب، کے نمائندہ کی حیثیت میں مسجد نور کی رسم افتتاح ادا کی۔

ڈاکٹر عبدالکریم سعیدؒ شادی شدہ ہیں اور اُن کے تین بیٹے ہیں۔ دو بڑے بیٹے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کر چکے ہیں اور تیسرا بیٹا ڈاکٹری کے آخری سال میں ہے۔

۳ نومبر ۲۰۰۲ء کو ڈاکٹر عبدالکریم کو اتفاق رائے سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا صدر اور امیر چُنا گیا۔ آپ اس وقت اپنے پیشے کے عروج پر تھے لیکن

آپ نے زبردست قربانی کر کے اور دنیاوی فائدے کو لات مار کر یہ ذمہ داری قبول فرمالی۔ درخواست ہے کہ حضرت امیرؒ کے لئے بڑی سے بڑی کامیابیوں کی دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں طاقت وحکمت عطا فرمائے اور اُن کی سرکردگی میں ہم اسلام کا پیغام دُنیا کے کونے کونے میں پہنچا سکیں۔ ہمارا فرض ہے کہ حضرت امیرؒ کی اُن کے فرائض کی ادائیگی میں معاونت کریں۔ اگر وہ ہمارے سُپرد کوئی کام کریں تو اِسے اعزاز سمجھ کر پوری کوشش کریں کہ اس کام کو اعلیٰ سے اعلیٰ طریق سے سرانجام دیں۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

آپ ۳۔ اکتوبر ۱۸۷۶ء کو بمقام بھاگسو چھاؤنی دھرم سالہ ضلع کانگڑہ (حال بھارت) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام بشیر احمد اور والدہ کا نام خورشید بانو تھا۔ آپ کے دادا شیخ احمد علی فاروقی صاحب دھرم سالہ میں انگریز فوجی افسروں کو فارسی و اردو پڑھاتے تھے۔ انگریزی میں اورینٹل پروفیسر اور اُردو میں میر منشی کہلاتے تھے۔ یہیں ڈاکٹر صاحب موصوف کا زمانہ طفولیت گذرا۔ دادا نے ریٹائر ہونے پر سیالکوٹ چھاؤنی میں سکونت اختیار کی۔ اور یہیں ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم ہوئی۔ پہلے سکاچ مشن سکول سیالکوٹ میں پڑھا پھر مرے کالج سے ایف ایس سی پاس کیا۔ اب ان کے دادا نے پوتے کی تعلیم کی خاطر سیالکوٹ چھوڑ کر لاہور سکونت اختیار کی اور یہاں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں ان کو داخل کروا دیا۔ اس اثناء میں ۱۸۹۴ء میں ان کی شادی صفدر جنگ صاحب انسپکٹر پولیس امرتسر کی صاحبزادی حلیمہ بیگم سے ہوئی۔ ڈاکٹری پاس کر کے سب سے پہلے بسلسلہ ملازمت ایسٹ افریقہ گئے اور کوئی ڈیڑھ سال کے قریب وہاں رہے اس کے بعد دو تین سال متفرق مقامات بیاس۔

گورداسپور۔شکرگڑھ۔ جالندھر وغیرہ میں پلیگ ڈیوٹی پر رہے۔

تھوڑا وقت شاہ پور ہسپتال میں گذار کر پنڈی گھیپ کے ہسپتال کے انچارج ہوئے۔ اور بھیرہ۔ میانوالی۔ راولپنڈی۔ کامل پور۔ کھیوڑہ۔خانپور کرنال۔ گجرات۔ جہلم۔ لدھیانہ میں یکے بعد دیگرے تبدیل ہوتے رہے جہلم میں ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۲۹ء تک قیام رہا۔اس کے بعد لدھیانہ سے ۱۹۳۱ء میں ریٹائر ہوئے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ گرمیوں میں چارپانچ ماہ کے قریب ڈلہوزی میں گذارتے تھے۔

آپ کی زندگی کا دینی پہلو

۱۹۰۳ء:۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے جن کی فطرت روز اول سے دین، مذہب کی طرف مائل تھی اور اس میں بھی افراط وتفریط سے بچ کر ایک صراطِ مستقیم پر قائم ہونے کی متلاشی تھی۔ بہت غور وحوض کے بعد ۱۹۰۳ء میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ مجدّ د صد چہاردھم کی دعاؤں کا ایک عجیب کرشمہ دیکھ کر ان کی بیعت کر لی۔اور بعد میں جب نبوت اور تکفیر کے مسئلہ پر قادیانی جماعت سے حضرت اقدس کے چیدہ مرید علیحدہ ہو گئے تو احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی بنیاد رکھی گئی اور ڈاکٹر صاحب موصوف بھی اُس سے منسلک ہو گئے اس دوران میں انہوں ختم نبوت کی تائید اور مسئلہ تکفیر کی مذمت میں بیش بہا مضامین لکھے جو''اخبار پیغام صلح'' لاہور میں چھپ کر تعلیم یافتہ پبلک میں بہت مقبول ہوئے۔اور لوگوں کے اصرار پر کتابی شکل میں ''بشارات احمدیہ'' کی تین جلدوں میں شائع ہوئے۔

ان مضامین کے علاوہ زمانہ حاضر کے جتنے نئے مسئلے یا اسلام پر اعتراض لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے تھے ان کا نہایت خوبصورت اور مسکت جواب لکھتے رہے۔

ڈاکٹر صاحب نہایت خوش الحان تھے اور اُن کی قرأت قرآن قابل شنید تھی۔نوجوانی سے ہی آپ کو قرآن کریم سے اس قدر شغف تھا جو عشق کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ پہلے خود تلاوتِ قرآن کر کے اس کے معانی اور حکمت ومعرفت پر غور کرتے تھے اور پھر تمام عرصہ ملازمت میں جہاں رہے ہر روز شام کو بعد نماز مغرب دوسروں کو درس قرآن دیتے تھے۔ پنشن ملتے ہی قرآن کریم کے دو مشکل سیپاروں ستائیسویں اور تیسویں کی تفسیر لکھنے میں لگ گئے اور یہ سیپارے''انوار القرآن'' کے نام سے حصہ اول ۱۳۵۳ھ میں اور حصہ دوئم ۱۳۵۷ھ میں شائع ہو کر مقبول خلائق ہوئے۔علاوہ چھوٹی چھوٹی مذہبی کتب بنام۔نماز۔روزہ۔زکوٰۃ حج۔مسئلہ تقدیر وغیرہ بہت آسان اور دلنشین پیرائے میں شائع ہوتی رہیں۔

آپ کی ''انوار القرآن'' کے بعد سب سے اہم تصنیف ''مجدّ د اعظم'' سوانح عمری حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ مجدّ د صد چہاردہم تھی جس کا حصّہ اوّل ۱۹۳۹ء اور حصّہ دوئم ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا۔تیسرا حصہ آپ نے مکمل ہی کیا تھا کہ آپ کا مرض الموت شروع ہو گیا۔اور وہ آپ کی وفات کے بعد شائع ہوا۔

آپ لاہور سے ۱۶ جنوری ۱۹۴۳ء کو بمبئی کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے فرزند ارجمند نصیر احمد فاروقی کلکٹر تھانہ کے پاس اور پھر ان کی تبدیلی پر اُن کے پاس بمبئی میں رہے۔ جہاں ۲۱۔اپریل ۱۹۴۳ء کو بارہ بجے کے قریب داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے مولا کے حضور میں جا پہنچے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔چھیاسٹھ سال۔چھ ماہ۔اٹھارہ دن عمر پائی۔

اپنی سرکاری ملازمت کے عرصہ میں آپ کی کئی صفات بہت نمایاں رہیں۔بطور ڈاکٹر کے خدا نے آپ کے ہاتھ میں شفا دی تھی۔

اس زمانے میں فزیشن۔ سرجن۔ مختلف میڈیکل سپیشلسٹ سب کچھ،بس ایک ڈاکٹر ہسپتال کا انچارج ہوتا تھا۔بطور فزیشن کے آپ کی تشخیص اور نسخے ایسے صحیح اور مقبول تھے کہ کئی مریض بعد میں دوسرے شہروں سے آپ کو نسخوں اور دوائیوں کے لئے لکھتے تھے بطور سرجن کیسا بھی آپریشن ہو جگر،گردے۔آنتوں کی پتھریوں یا رسولیوں کا۔اللہ کے فضل سے بہت کامیاب رہتا تھا اور آپ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے جو بھی آپریشن کئے خدا کے احسان سے اس میں مریض کی جان نہیں گئی۔

اس کے علاوہ آپ کی دوسری نمایاں صفت دیانت داری تھی۔جن مقامات پر آپ تعینات ہوتے رہے وہاں زیادہ تر رسوخ بڑے بڑے زمینداروں اور ملکوں کا تھا۔ان کے مزارعے اور ملازم اکثر کبھی پانی کبھی زمین پر آپس میں جھگڑتے اور سر پھٹول کرتے تھے اور دونوں پارٹیاں زخمی ہو کر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کے پاس میڈیکل سٹوفکیٹ کے لئے آتی تھیں۔تو ہر بڑا زمیندار اپنے کیس کی حمایت کے لئے چاہتا تھا کہ ڈاکٹر اس کے آدمیوں کی چوٹوں کو تو ضربِ شدید لکھے، اور مخالف پارٹی کے زخمیوں کے لئے صرف ضرب خفیف کا سٹوفکیٹ دے۔اس پر زمیندار اور ملک صاحبان ڈاکٹروں کو طرح طرح کی رشوتیں دینے کو تیار ہو جاتے تھے۔جیسے دودھ کے لئے گائے بھینس۔مکھن گھی موسم موسم کی فصلیں اور سبزی ترکاریاں اور جلانے کی لکڑی مفت مہیا کی جاتی تھی۔لیکن باوجود اس کے کہ اس زمانہ میں ڈاکٹر صاحب کی تنخواہ کم تھی اور اپنے ماشاء اللہ آٹھ بچوں کے علاوہ اپنی والدہ۔ پھوپھی اور رشتہ کی کئی بیوہ خواتین اور یتیموں کے پالنے کی ذمہ داری تمام عمر اُن کے سر رہی۔

انہوں نے کبھی ایسی کوئی رشوت قبول کر کے کسی کو غلط سٹوفکیٹ نہیں دیا نہ کبھی انہوں نے کسی کو ناراضگی یا مخالفت سے ڈر کر کوئی ناجائز بات کی۔ان کی تو''مُلّا کی دوڑ مسیت'' والی بات تھی کہ اللہ تعالےٰ کے آگے گر کر اپنی حاجتوں اور مشکلوں کی آسانی کے لئے دعائیں کرتے تھے یہاں مجھے ان کا ایک واقعہ یاد آ گیا کہ ایک ریگستانی علاقے میں درختوں کی واحد''رکھ'' یا ذخیرے کا مالک ایک بہت بڑا زمیندار تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب نے وہاں کے ہسپتال کا چارج لیا تو یہ ملک صاحب ملنے کو تشریف لائے اور باتوں باتوں میں فرمایا کہ''ڈاکٹر صاحب آپ کے بچوں کے دودھ وغیرہ کے لئے ایک بھینس آپ کو پیش کروں گا۔اور گھر کے خرچ کے لئے سب لکڑی میرے ذخیرے سے آپ کو بھیج دی جائے گی۔لیکن ہمارے بندے جب دوسروں سے لڑ کر آئیں تو آپ مخالف پارٹی کے مزارعوں کی چوٹوں کو ضرب خفیف لکھ دینا۔ آپ کے سرٹیفکیٹوں سے ہم پر الزام نہ آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کی کہ''ملک صاحب میں آپ کی اور آپ کے لوگوں کی خدمت اور علاج معالجے کے ہر طرح سے حاضر ہوں لیکن یہ غلط کارروائی کرنے سے معذور ہوں''۔ملک صاحب بگڑ کر کہہ گئے کہ پھر دیکھوں گا آپ کو جلانے کی لکڑی کہاں سے ملے گی۔آپ کے گھر کا چولہا ٹھنڈا ہی رہے گا۔

ملک صاحب کا کہنا جلد ہی پورا ہو گیا۔جب ادھر اُدھر سے چُن چنا کر بھی بالن جلانے کو نہ ملا تو گھر والوں نے

تقاضا کی کہ کہیں سے لکڑی منگواؤ ورنہ کھانا کیسے پکے گا۔
اس رات ڈاکٹر صاحب نے پچھلی رات نمازِ تہجد میں گھر سے ملحقہ مسجد میں سجدے میں گر کر دعا مانگنی شروع کی کہ ''میرے پرودگار یہ مشکل آسان فرما''۔ بہت دردِ دل سے التجائیں کیں۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ جب میں محودعا تھا تو میری آنکھوں کے سامنے ایک نظارہ آیا کہ ایک بڑا بھاری درخت ہے جو گر گیا ہے اوران کو تعجب ہوا کہ یہ کیسا نظارہ تھا۔ اور اسے میری دعا سے کیا تعلق تھا۔ بہرحال جب صبح باہر نکلے تو ہسپتال کے چوکیدار نے عرض کی کہ جناب رات کو ایک عجیب حادثہ ہوا کہ نہ آندھی نہ پانی۔ نہ ہوا کا جھکڑ۔ پچھلی رات کو ہسپتال کے قریب کسی بزرگ کا مزار ہے جس کے سرہانے ایک زبردست بوڑھ کا درخت برسوں سے کھڑا تھا وہ ایک دم جڑ سے اکھڑ کر گر پڑا۔ اب صبح دس بجے اس کی نیلامی ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب اسی وقت وہاں گئے اور اس سستے زمانے میں بارہ روپے میں وہ درخت خرید لیا۔ اس کا زبردست تنا تو چارپائیاں بنانے والے بعد میں ڈاکٹر صاحب سے آٹھ روپے میں خرید کر لے گئے اور باقی کی ٹہنیاں، شاخیں چھاڑ جھنکار اس قدر نکلا کہ نہ صرف سال بھر ڈاکٹر صاحب کے باورچی خانہ میں لکڑیاں جلیں بلکہ تبدیلی کے وقت اچھا خاصہ لکڑی کا ڈھیر نئے ڈاکٹر صاحب کو تحفہ دے کر گئے۔ یہ روشن واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ کس طرح بروقت اپنے دیانتدار بندوں کی مدد فرماتا ہے ایسے ایسے بہت سے امتحان آپ کی زندگی میں آئے۔ لیکن خدا کے فضل سے کبھی آپ کا قدم دیانت وصداقت کے صراط مستقیم سے نہیں بھٹکا۔

دوسری نمایاں صفت آپ کی خداترسی اور مخلوق خدا پر شفقت تھی غریب اور مستحق و مجبور لوگوں کا نہ صرف توجہ سے علاج کرتے تھے بلکہ اُن کی اپنے پاس سے مدد بھی کر دیتے تھے۔

جہلم شہر کے وہ قصاب جو آپ کے وقت میں تھے گواہی دے سکتے ہیں کہ مہینے میں تین بار آپ صدقے کے لئے بکرا خریدتے تھے۔ اور ہسپتال کے گردونواح میں بسنے والے تمام غریب گھرانوں میں اس رات گوشت کی ہانڈیاں چڑھتی تھیں اور ننھے بچے خوشی خوشی کھانے کا انتظار کرتے تھے اور پھر تو غریب غربا ایسے عادی ہو گئے کہ اگر کبھی ذرا زیادہ دن بکرا نہ آتا تو آنے جانے والی غریب عورتیں ان کی بیگم

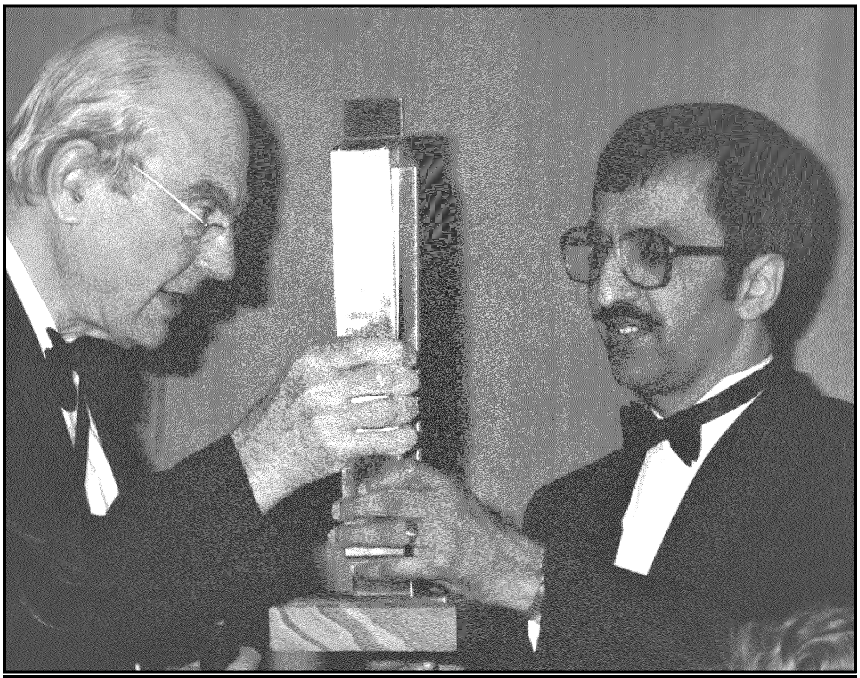

ڈاکٹر فاروق عبداللہ مرحوم کو فزکس میں نئے پیمانے ایجاد کرنے پر ٹرافی سے نوازا جا رہا ہے۔

صاحبہ سے کہتیں کہ ''بی بی جی بہت دن ہو گئے آپ کے ہاں بکرا نہیں ہوا۔ گوشت کھانے کو دل چاہتا ہے''۔ بس دوسرے دن ہی قصائی بکرا لے کر حاضر ہو جاتا تھا۔ آپ کی والدہ صاحبہ کی نشست صبح ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بنگلے کے برآمدے میں ہوتی تھی۔ جہاں ان کے نوکر لڑکے اور دوسرے ہسپتال کے ملازمین کے بچے ان سے قرآن شریف اور اُردو پڑھنے آ جاتے تھے اور اچھا خاصہ چھوٹا سا مدرسہ کھل جاتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب اگر اس وقت ہسپتال سے اتفاقاً آ جاتے تھے تو بجائے پریشان ہونے کے بچوں کو پڑھتے اور سبق رٹتے سُن کر محفوظ ہوتے تھے۔ یہ تو مخلوق خدا سے ان کی مہربانی و شفقت کی ذرہ سی جھلک ہے ورنہ ان کی

کتاب زندگی دوسروں کی اور بیواؤں اور یتیموں کی سرپرستی اور پرورش اور اپنے بچوں کی طرح اُن کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال سے بھرپور تھی اس پر مستزاد اسلام اور قرآن کے لئے جو محبت اور جذبہ ان کے دل میں تھا اس کا یہ اثر تھا کہ تمام عمر اپنی محنت کی کمائی میں سے انہوں نے پابندی سے دس فیصدی اپنی تنخواہ اور فیسوں کا حصہ ہر ماہ اشاعت اسلام اور قرآن کے لئے چندہ میں دیا۔ گھر کے خرچ میں تنگی ترشی کچھ ہو چندہ میں فرق نہ آتا تھا۔ اور ایک واقعہ تو ان کی زندگی کا ایسا ہے کہ آجکل ایسے ایثار کا نمونہ مشکل ہے۔

اُن کی ایک بیٹی کی شادی تھی۔ تاریخ شادی سر پر تھی۔ وہ اس کے جہیز کے لئے ایک معقول رقم لے کر جہلم سے لاہور تشریف لائے۔ جہاں ان کی بڑی صاحبزادی مقیم تھیں تا کہ ان کے صلاح و مشورے سے جہیز خریدا جائے۔ لاہور پہنچ کر جب ان کو معلوم ہوا کہ جرمنی میں احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کی مشہور اور واحد برلن مسجد اس کے ایک انچارج کی سازش سے ایک کمپنی کے پاس گروی ہوگئی ہے اور اس کے چھڑانے کے لئے چندہ کی اپیل ہو رہی ہے۔ تو آپ نے اپنی لائی ہوئی ساری رقم بلا پس و پیش خانۂ خدا کی آزادی کے لئے چندے میں دے دی۔ اور بیٹی کا جہیز خریدے بغیر خالی ہاتھ واپس جہلم آ گئے۔

آپ کے اس نمونہ کا خود آپ کے اہل و عیال پر ایسا اچھا اثر ہوا کہ آپ کی بیگم صاحبہ۔ والدہ صاحبہ نے اپنے زیورات اور بچوں تک نے اپنے اپنے جیب خرچ کی بچائی ہوئی چھوٹی موٹی سب رقمیں مسجد کے چندے میں دے دیں۔ اور پھر اُن کی لڑکیوں نے خواتین جہلم کا جلسہ کر کے ان سے بھی مسجد کے لئے اپیل کر کے معقول رقم اس فنڈ میں دی۔

یہ ایثار و قربانی رنگ لائی اور جلد ہی برلن میں یہ مسجد واگذار کروا لی گئی۔ اور آج تک جرمنی کے مشہور شہر برلن میں یہ خوبصورت مسجد حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ان کے وقت کے دوسرے بزرگوں کی قربانیوں اور ایثار کا ثبوت بنی صحیح و سلامت موجود ہے۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را